# آغاخان یونیورسٹی ایگزامینیشن بورڈ

# ایس ایس سی سال اوّل اپریل / مئی 2019 اُردو (لازمی) امتحان کے مارکنگ نکات

## تعارف:

اس رپورٹ میں طلبہ کی ہر سوال کی کارکردگی پر عمومی تاثرات اور طلبہ کے جوابات کی چند مخصوص مثالیں، جو دیے گئے تاثرات کی توجیح کرتی ہیں، شامل ہیں۔ برائے مہربانی اس بات کو مدِ نظر رکھا جائے کہ یہ بیانیہ تاثرات ای مارکنگ سیشن سے جمع کیے گئے ہیں جو بہتر اور کمزور جوابات کے عمومی خیال کو ظاہر کرتے ہیں جب کہ، اس دستاویز میں شامل کیے گئے طالبِ علموں کے جوابات دیے گئے تاثرات میں سے چند مخصوص مثالوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔

## ای مارکنگ نوٹس:

یہ رپورٹ پرچے میں شامل ہر سوال پہ طلبہ کی کارکردگی پر ممتحِنوں کی رائے اور طلبہ کی طرف سے دیے گئے جوابات کی چند مثالوں پر مشتمل ہے۔ یہ رائے طلبہ کی طرف سے دیے گئے اچھے اور کمزور جوابات کے بارے میں ای مارکنگ میں حصّہ لینے والے ممتحِنوں کے مجموعی تاثر کی بنیاد پر مرتب کی گئی ہے، لیکن یہ ذہن میں رہے کہ یہاں پیش کیے گئے طلبہ کے جوابات صرف مثال کے طور پہ دیے گئے ہیں۔

ایس ایس سی پارٹ ون کا اردو لازمی پرچہ دوم پانچ سوالات پر مشتمل ہے۔ سوال نمبر ایک اور سوال نمبر دو، دونوں کے تین تین جُزو ہیں۔ یہ دونوں سوالات نصاب میں شامل 'مجموعہ نظم و نثر' کا احاطہ کرتے ہیں۔ پرچے کے اس حصّے میں CRQs کے ذریعے طلبہ کی لغوی اور گہری معنوی سمجھ بوجھ کے ساتھ ان کی استدلالی صلاحیت کی بھی جانچ ہوتی ہے۔ سوال نمبر تین، چار اور پانچ ERQs ہیں جو بالترتیب تبصرہ نگاری، تخلیقی تحریر اور خط نویسی سے متعلق ہیں۔ اس تحریری امتحان میں لکھے گئے مواد کی مناسبت، درست زبان کے استعمال، جملوں اور پیراگراف کے درمیان ربط اور خط یا مضمون کی درست ساخت کے استعمال کی جانچ ہوتی ہے۔

اساتذہ اور طلبہ کو علم ہونا چاہیے کہ سوال ایسے انداز میں پوچھا جا سکتا ہے جس سے کسی حاصلِ تعلم (SLO) کے مطابق ان کی معلومات، سمجھ بوجھ اور علم کے اطلاق کی بھی جانچ کی جا سکتی ہو۔

طلبہ کو یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ کسی بھی سوال کو دیے گئے نمبرات (Marks) دراصل جواب لکھنے کے لیے مہیا کی گئی جگہ کے مطابق ہوتے ہیں جو اس بات کی نشان دہی کرتے ہیں کہ مطلوبہ جواب کتنا طویل ہونا چاہیے۔ زیادہ نمبرات (Marks) کے حصول کے لیے غیر ضروری طوالت درکار نہیں۔ مخصوص جگہ سے زیادہ لکھنا دوسرے سوالات کے لیے دیے گئے وقت کو ضایع کرنے کا سبب بن سکتا ہے۔

طلبہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ SLOs میں استعمال ہونے والے کلماتِ امریہ (Command Words) سے واقف ہوں کیوں کہ یہی کلماتِ امریہ (Command Words) سوالات میں بھی استعمال ہوتے ہیں۔ اگرچہ یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ تمام سوالات میں کلماتِ امریہ (Command Words) استعمال نہیں ہوتے اور "کیوں"، "کیا" اور "کیسے" جیسے سوالیہ الفاظ بھی سوالات کا حصّہ ہو سکتے ہیں۔

## تفصیلی تاثرات:

**سوال نمبر1:**

(الف)　آپ کے مجموعۂ نظم و نثر میں مرزا تفتہ کے نام خط میں مرزا غالب نے اُن کو کیا نصیحت کی ہے اور یہ کیوں ضروری ہے ؟

**بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:**

طلبہ کی اکثریت نے اس سوال کا جواب بہتر انداز میں تحریر کیا۔ طلبہ نے سوال کے مطابق مرزا غالب کی مرزا تفتہ کو کی جانے والی نصیحت بھی تحریر کی، اور یہ بھی کہ نصیحت کرنا کیوں ضروری تھا۔ طلبہ نے یوں مکمل جواب جامع انداز میں جواب تحریر کیا مثلاً طلبہ نے لکھا کہ ’مرزا تفتہ کے نام خط میں مرزا غالب نے مرزا تفتہ کو مسائل سے بھرپور زندگی کا حوصلہ مندی سے مقابلہ کرتے ہوئے حالات کو کوشش سے بہتر کرنے کی نصیحت کی ہے ،جو کہ اپنے برے حالات پر پریشان ہو کر دل برداشتہ ہو رہے تھے۔ یہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ زندگی میں مشکل حالات کا آنا ایک اٹل حقیقت ہے اور ان کا مقابلہ کرنے سے ہی کام بن سکتا ہے۔ برے حالات کے آگے ہار مان جانا اور اپنا خیال نہ رکھنا یہ سب غلط بات ہے۔‘ طلبہ نے اپنی تحریر میں بہترین الفاظ کا انتخاب کیا۔ دی گئی سطور کا بہ خوبی سے استعمال کیا اور جملوں میں ربط و تسلسل بھی پایا گیا۔

**مثال نمبر1:**

مرزا غالب کے خط میں مرزا غالب نے مرزا تفتہ کو یہ نصیحت کی ہے کہ اپنی
مشکلات پر صبر کرو اور ہمت سے کام لو کیوں کہ مشکلات کا سامنا کر کے
ہی انسان سمجھدار بنتا ہے۔ یہ نصیحت اس لیئے ضروری ہے کیونکہ اگر ہم اپنی
مشکلات پر صبر کرنے کی عادت نہ ڈالیں اور ہار مان جائیں گے تو ہم اپنی زندگی
میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکیں گے اور بزدل بن کر رہ جائیں گے۔ مشکلات پر صبر
کرکے اور انکا سامنا کرکے ہی ہمیں بہترین زندگی جینے کا ہنر آتا ہے۔

**مثال نمبر ۲:**

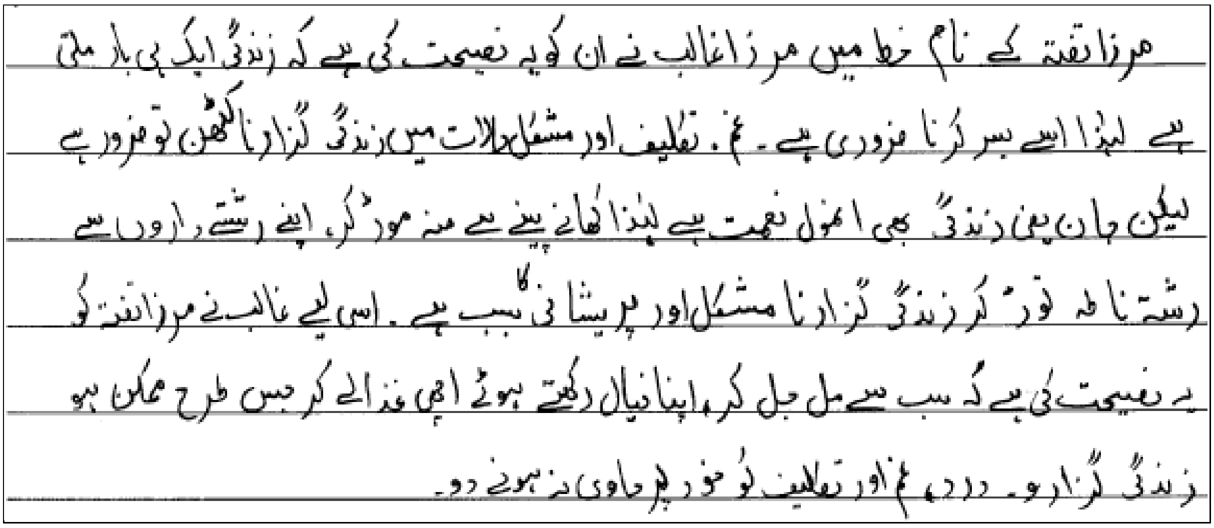


**ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:**

طلبہ کی بہت کم تعداد ایسی تھی جس نے جواب غلط سمت میں تحریر کیا۔ اِس کی وجہ یہ محسوس ہو رہی ہے کہ طلبہ نے خط کا مطالعہ سمجھ کر نہیں کیا۔ بعض طلبہ نے خط میں موجود ترکیب 'ترکِ لباس' کا مفہوم ہی نہیں سمجھا اور اِس کے حقیقی معنی مراد لیتے ہوئے مختلف سمت میں غلط جواب تحریر کرتے رہے۔ بعض طلبہ نے درسی کتاب میں شامل دیگر خطوط (خط نمبر ۲ اور ۳) کے مندرجات تحریر کر دیئے۔ جو کہ ذیل میں دی گئیں امثال میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ املا کی اغلاط بھی بہت دیکھی گئیں۔

**مثال نمبر ۱:**

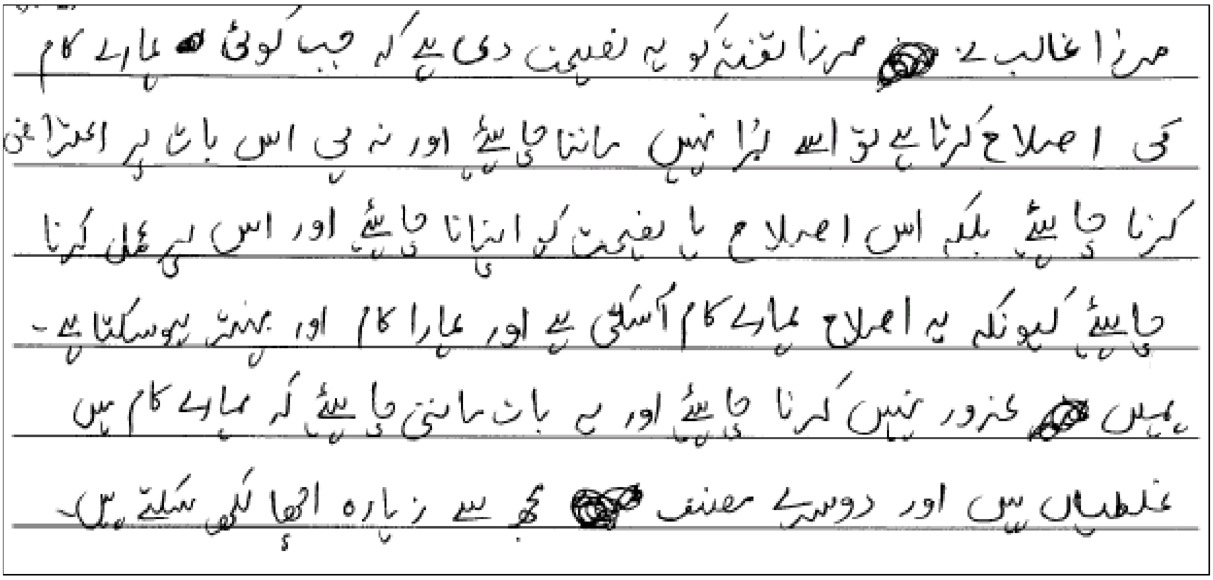

**مثال نمبر ۲:**

مرزا تفتہ کے نام خط میں مرزا غالب نے اُن کو یہ نصیحت
کی ویسے ہی ہم مسلمانوں کے پاس کوئی شناخت نہیں ہے۔
اگر ہم نے لباس کو بھی ترک کردیا تو ہماری کوئی شناخت
نہیں رہے گی۔ اور کھانا پینا بند کردیتے ہیں سے اُن کا کوئی نقصان
نہیں ہوگا۔

تجاویز:

اساتذہ کو چاہیے کہ وہ درسی کتاب میں موجود خطوط کے اہم نکات تفصیل سے سمجھائیں۔ اور مختلف سوالات تیار کر کے طلبہ سے پوچھا جائے کہ کون سا سوال کس خط سے تعلق رکھتا ہے اور اس کا جواب کیا ہے۔ طلبہ کو اِس بات کے لیے بھی تیار کریں کہ وہ خط میں موجود مجازی معانی کو ملحوظ رکھ کر حسنِ بیان کو سمجھ سکیں۔

**سوال نمبر 1:**

(ب) ’چچی ایک دو بار نہیں، بیسیوں مرتبہ چچا چھکن سے کہہ چکی ہیں کہ " باہر تمھارا جو جی چاہے کیا کرو مگر خدا کے لیے گھر کے کسی کام میں دخل نہ دیا کرو۔ آپ بھی ہلکان ہوتے ہو، دوسروں کو بھی ہلکان کرتے ہو۔ سارے گھر میں ایک ہڑ بڑی سی پڑ جاتی ہے، میرا دَم الجھنے لگتا ہے۔ اور پھر تمھارے کام میں، میں نے نقصان کے سوا کبھی فائدہ ہوتے بھی تو نہیں دیکھا۔ تو ایسا ہاتھ بٹانا بھلا میرے کس کام کا؟" چچا اس قدر ناشناسی سے کھج جاتے ہیں، چِڑ کر کہتے بھی ہیں: " بھلا صاحب! کان ہوئے، پھر کبھی آپ کے کام میں دخل دیا تو جو چور کی سزا وہ ہماری سزا۔" لیکن دخل در معقولات کا انھیں کچھ ایسا لا علاج مرض ہے کہ جہاں کوئی موقع ملا، پھر لنگوٹ کس تیار۔‘

i۔ درج بالا نثر پارے میں طرزِ تحریر کی کون کون سی خصوصیات نمایاں نظر آتی ہیں؟ کوئی سی دو تحریر کیجیے۔

ii۔ حصہ (i) میں بیان کردہ کسی ایک خصوصیت کا نثر پارے میں سے حوالہ تحریر کیجیے۔

**بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:**

طلبہ کی اکثریت نے اِس سوال کے دونوں جُزو کا مفصل جواب تحریر کیا۔ پہلے حصے میں دیئے گئے نثر پارے میں سے سوال کے مطابق امتیاز علی تاج کی طرزِ تحریر کی دو خوبیوں کی نشان دہی کی اور پھر دوسرے حصے کا جواب تحریر کرنے میں سوال کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے انہیں دونوں خوبیوں میں سے ایک خوبی کا نثر پارے سے حوالہ بھی تحریر کیا۔ طلبہ کی زیادہ تعداد نے دیئے گئے نثر پارے میں سے امتیاز علی تاج کی طرزِ تحریر کی جو خوبیاں شناخت کیں اُن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

- **جذبات نگاری:** سارے گھر میں ایک ہڑبڑی سی پڑ جاتی ہے، میرا دم الجھنے لگتا ہے۔ چچا اس قدر ناشناسی سے کھچ جاتے ہیں۔ چڑ کر کہتے بھی ہیں
- **تمثیل نگاری:** جو چور کی سزا وہ ہماری سزا۔
- **پیچیدہ اور مشکل تراکیب کا استعمال:** لیکن دخل در معقولات کا انھیں کچھ ایسا لا علاج مرض ہے۔
- **ضرب الامثال اور محاورات کا استعمال:** بھلا صاحب کان ہوئے، پھر کبھی آپ کے کام میں دخل دیا تو جو چور کی سزا وہ ہماری سزا۔
- **روز مرہ اور تشبیہات کا استعمال:** دخل در معقولات کا انھیں کچھ ایسا لا علاج مرض ہے کہ جہاں کوئی موقع ملا، پھر لنگوٹ کس تیار۔
- **طنز و مزاح:** نثر پارے میں مجموعی اور بنیادی طور پر طنز و مزاح کا عنصر خوب نمایاں ہے۔ جسے پڑھ کر شگفتگی کا احساس ہوتا ہے۔
- **کردار نگاری:** چچا چھکن اور چچی کے کردار کو بہت خوبصورتی سے پیش کیا گیا ہے۔ چچی ہیں کہ چچا کو گھر کے کاموں سے باز ہی رکھنا چاہتی ہیں کیونکہ چچا کام بنانے کے بجائے بگاڑ کر رکھ دیتے ہیں۔ جب کہ چچا کو ہر کام میں دخل دینے کی عادت ہے اور وہ چچی کے روکنے ٹوکنے سے چِڑ جاتے ہیں۔
- **مکالمہ نگاری:** نثر پارے میں چچی اور چچا کے بے ساختہ مکالمے (گفتگو) اپنی مثال آپ ہیں۔

**مثال نمبر ۱:**

(i) طنز و مزاح :۔ درج بالا نثر پارے میں طنزیہ انداز اور شوخی و ظرافت کا پہلو صاف نمایاں ہے۔

(ii) سادہ اور سلیس زبان و بیان :۔ درج بالا نثر پارے میں سادہ اور سلیس زبان جو پڑھنے والے کو آسانی سے سمجھ آسکتی ہے۔

ii۔ حصہ (i) میں بیان کردہ کسی ایک خصوصیت کا نثر پارے میں سے حوالہ تحریر کیجیے۔ (1 نمبر)

(i) طنزیہ طور پر لکھا گیا ہے کہ "تمھاد عمام میں میں نے نقصان کے سوا کبھی فائدہ ہوتے نہیں دیکھا تو ایسا ہاتھ بٹانا بھلا میرے کس کام کا۔" (۲) مزاحیہ طور لکھا ہے "ایسا لاعلاج مرض ہے کہ جہاں کوئی موقع ملا، پھر لنگوٹ کس تیار"

**مثال نمبر۲:**

۱) مکالمہ کردار کی شخصیت کے مطابق بیان ہوا ہے۔ امتیاز علی تاج نے لفظی مناسبت اور شخصیات کے کردار کے مطابق مکالمہ تحریر کیا ہے۔ طنز و مزاح کا بھرپور استعمال ہے۔

۲) اس کے علاوہ صرف کردار سے ہی مزاح پیدا نہیں کیا گیا بلکہ حالات اور واقعات و ماحول کا بھی سہارا لیا گیا ہے۔ جملوں میں روانی اور سلاست موجود ہے۔

ii۔ حصہ (i) میں بیان کردہ کسی ایک خصوصیت کا نثر پارے میں سے حوالہ تحریر کیجیے۔ (1 نمبر)

صرف کردار یعنی چچا چھکن کی شخصیت سے مزاح پیدا نہیں ہوا ہے بلکہ ماحول یعنی دالان اور اس میں موجود گھر والے اور حالات یعنی چیزوں کو سمیٹنے کا عمل ان باتوں کو بھی مزاح پیدا کرنے کے لیے بروئے کار لایا گیا ہے۔

**ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:**

طلبہ کی کم تعداد ایسی بھی تھی جو سوال کی تفہیم نہیں کر سکی۔ بعض طلبہ نے چچا چھکن کے کردار پر رائے قائم کی تو بعض نے فقط دیئے گئے نثر پارے کا پس منظر ہی بیان کر ڈالا۔ اِس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایسے طلبہ سوال میں موجود ترکیب 'طرزِ تحریر' کے معنی سے ہی نہ آشنا ہیں۔ املا اور خط (لکھائی) بھی بہت ناقص رہا۔

**مثال نمبر۱:**

درج بالا نثر پارے میں چچا چھکن کی بیوی اور چچا چھکن کی بات ہو رہی ہے۔ کہ چچا چھکن کی بیوی بیمار تھیں اور دھوبن کو کپڑے دینے کے لیے اٹھنے کی ہمت نہیں تھی تو چچا چھکن نے ان کی مدد کرنے کا سوچا جو ان کے لیے اور بھاری پڑ گیا۔

ii۔ حصہ (i) میں بیان کردہ کسی ایک خصوصیت کا نثر پارے میں سے حوالہ تحریر کیجیے۔ (1 نمبر)

چچا چھکن Three men in a boat کتاب میں سے ایک مزاحیہ کریکٹر جیروم کا کردار کر رہے ہیں جو بالکل بیوقوفانہ طرح کا ہے۔

**مثال نمبر۲:**

~~اسا~~ روداد اور افسانہ / لنگوٹ و دم الجھنے

ii۔ حصہ (i) میں بیان کردہ کسی ایک خصوصیت کا نثر پارے میں سے حوالہ تحریر کیجیے۔ (1 نمبر)

افسانہ کسی ~~کہانی~~ چھوٹی کہانی کو کہا جاتا ہے۔ اور اس پارے میں دم الجھنے کا مطلب ہے دل گھبرانہ و دل عجیب سا ہونا۔

تجاویز:

اساتذہ کو چاہیے کہ وہ طلبہ کو کلمۂ امریہ 'اسلوب بیان' کے ضمن میں لکھنے کا انداز، طرز بیان، طرزِ تحریر، ادبی سلیقے جیسے الفاظ کا فہم دیں۔

اساتذہ اسباق کی تدریس کے دوران شعرا اور ادبا کی مختصر سوانح سے واقفیت کے ساتھ ساتھ ان کے کلام کی خصوصیات بھی سمجھائیں۔ کمرۂ جماعت میں املا کی بہتری کے لیے بھی سرگرمیاں ترتیب دی جائیں۔

**سوال نمبر1:**

(ج) سبق ' قائد اعظمؒ اور نظم و ضبط ' کا مرکزی خیال تحریر کیجیے۔

**بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:**

طلبہ کی اکثریت نے سوال کے بنیادی مطلوب اور سبق 'قائدِ اعظم اور نظم وضبط' کا مرکزی خیال اُس کی روح کے مطابق سمجھتے ہوئے جواب تحریر کیا۔ طلبہ کی جانب سے تحریر میں عمدہ الفاظ کا انتخاب بھی نظر آیا۔ طلبہ کے جوابات جن بنیادی نکات وضاحت پر مشتمل رہے اُن میں بیان کیا گیا کہ مثلاً: 'زندگی کے ہر مشکل سے مشکل قدم پر بھی انسان کو نظم وضبط کی اخلاقیات کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے کیوں کہ انسان اپنی زندگی کے مقاصد کے حصول میں ان اقدار پر سمجھوتہ نہیں کر سکتا۔' درج ذیل چند نکات بھی جواب میں مرکزی خیال کا حصہ رہے۔

پیشے سے وفاداری، ایمان داری، خیانت نہ کرنا، حکمتِ عملی اور دوراندیشی وغیرہ۔

**مثال نمبر۱:**

> اس سبق کا مرکزی خیال یہ ہے کہ ہمیں ہر کام ایمان داری
> سے کرنا چاہیئے اور اصولوں پر پابند رہنا چاہیئے جس طرح
> قائد اعظم نے نظم و ضبط کا مظاہرہ کیا تھا اور اپنے کام کے ساتھ
> خلوصیت دکھانا کی تاکید کی۔

**مثال نمبر۲:**

> سبق قائد اعظم اور نظم و ضبط قدرت اللہ شہاب نے لکھا ہے اور وہ کہنا چاہ
> رہے ہیں کہ کسی بھی ادارے کی ترقی کے لیے نظم و ضبط بہت ضروری ہوتا ہے۔ انسان
> کے اندر محنت اور جستجو ہونی چاہیئے۔ یہ سبق ایک انقلابی تحریک ہے جو کہ لوگوں
> کے اندر وطن سے محبت، ایمانداری اور کی لگن کے شعور کو بھرپور انداز میں بیان کرتا ہے۔

**ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:**

طلبہ کی کچھ تعداد ایسی بھی تھی جو مرکزی خیال تحریر نہیں کر سکی، بلکہ سبق ’ قائد اعظم اور نظم وضبط‘ سے مختلف عبارات تحریر کر بیٹھے۔ بعض طلبہ نے تحریکِ پاکستان کے حوالے سے قائد اعظم کی خدمات کا ذکر کیا۔ یعنی بس دی گئی سطور کو الفاظ کے حجم سے بھرنے کی ہی کوشش کی گئی۔ یوں لگتا ہے کہ جیسے یہ طلبہ کلمہ ’امر یہ ’مرکزی خیال‘ کے فہم سے ہی ناواقف ہیں۔ اس لیے سوال کے مطابق جواب تحریر نہیں کر سکے۔

**مثال نمبر۱:**

> قائد اعظم اور نظم و ضبط قدرت اللہ شہاب کی تحریر کردہ ہے اس میں انہوں نے کہا ہے کہ کسی کا سامان
> کو بغیر پوچھے نہیں اٹھاؤ اور آئندہ اس دھیان سے کہ سامان کی جگہ کا پتہ کروا کر پھر لے کر آنا۔
> جس پر قائد اعظم کا پہلا جملہ یہ تھا "ویل ویل"۔

**مثال نمبر ۲:**

سبق قائدِ اعظم میں مصنف ہمیں یہ بتا رہے ہیں کہ قائدِ اعظم نے ہمارے ملک کے لیے ایک اہم کردار پیش کیا ہے۔ انھوں نے اپنی قابلیت سے انگریزوں سے یہ ملک آزاد کروایا اور ہار نہ مانتے ہوئے مشکل کا سامنا کیا جسے انہیں کامیابی ملی۔

**تجاویز:**

اساتذہ کو چاہیے کہ طلبہ کو کلمۂ امریہ 'مرکزی خیال' تحریر کرنے کے حوالے سے سمجھائیں۔ طلبہ کو کمرۂ جماعت میں ہی مختلف مختصر کہانیاں پڑھنے کے لیے دی جائیں اور پھر اِن سے 'مرکزی خیال' دریافت کیا جائے۔ اِس طرح طلبہ کے خیالات میں وسعت پیدا ہو گی۔ اور ذخیرۂ الفاظ میں بھی اضافہ ہو گا۔

**سوال نمبر 2:**

(الف)

ہو گئی رسوا زمانے میں کُلاہِ لالہ رنگ
جو سراپا ناز تھے، ہیں آج مجبورِ نیاز

i۔ درج بالا شعر میں علمِ بیان کی کون سی اصطلاح استعمال ہوئی ہے؟

ii۔ اُس اصطلاح کی تعریف بیان کیجیے۔

iii۔ وہ کون سا لفظ / کون سے الفاظ ہیں جن کی مدد سے آپ نے اُس اصطلاح کی نشان دہی کی ہے؟

**بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:**

طلبہ کی کثیر تعداد نے اِس سوال کے تینوں جُزو کا درست جواب دیا۔ پہلے جُزو میں علمِ بیان کی اصطلاح 'استعارہ' کی شناخت کرتے ہوئے دوسرے حصے میں استعارہ کی وضاحت بھی اپنے الفاظ میں تحریر کی اور پھر تیسرے حصے میں استعارہ کے لیے استعمال ہوئے الفاظ 'کلاہِ لالہ رنگ' کی نشان دہی بھی کی۔

جیسے کہ 'درج بالا شعر میں علمِ بیان کی اصطلاح **استعارہ** استعمال ہوئی ہے۔

استعارہ کی تعریف یہ ہے کہ کسی **مشترکہ باطنی / ظاہری خوبی (خاصیت) کی بنا پر کسی دوسری چیز کو اصلاً ذاتی خاصیت رکھنے والی چیز (شے) ہی کہہ دینا (قرار دینا)۔**

اور **کلاہِ لالہ رنگ** وہ الفاظ ہیں جن کی مدد سے اس اصطلاح کی نشان دہی ہوتی ہے۔'

**مثال:**

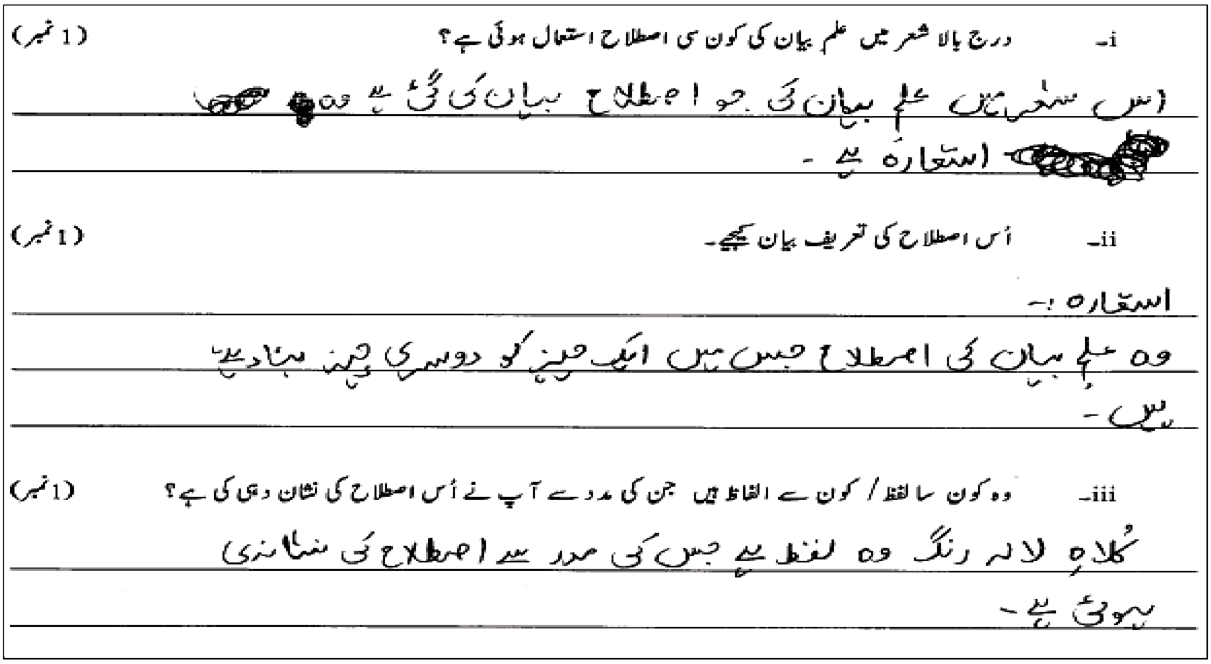
i۔ درج بالا شعر میں علمِ بیان کی کون سی اصطلاح استعمال ہوئی ہے؟ (1 نمبر)

اس شعر میں علمِ بیان کی جو اصطلاح بیان کی گئی ہے وہ استعارہ ہے۔

ii۔ اُس اصطلاح کی تعریف بیان کیجیے۔ (1 نمبر)

استعارہ:- وہ علمِ بیان کی اصطلاح جس میں ایک چیز کو دوسری چیز بنا دیتے ہیں۔

iii۔ وہ کون سا لفظ / کون سے الفاظ ہیں جن کی مدد سے آپ نے اُس اصطلاح کی نشان دہی کی ہے؟ (1 نمبر)

کُلاہِ لالہ رنگ وہ لفظ ہے جس کی مدد سے اصطلاح کی نشاندہی ہوئی ہے۔

**ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:**

طلبہ کی بہت ہی کم تعداد ایسی بھی تھی جو سوال کے تینوں جُزو میں سے کسی ایک بھی جُزو کا جواب نہ دے سکی ہو۔ کچھ نے اگر علمِ بیان کی اصطلاح 'استعارہ' کی شناخت کی بھی، تو اِس کی وضاحت و تعریف بیان کرنے سے قاصر رہے اور ان میں اکثریت ایسے طلبہ کی رہی جو 'استعارہ' کے لیے استعمال ہوئے الفاظ کی نشان دہی نہ کر سکے۔ اکثر طلبہ 'تشبیہ' اور 'استعارہ' کے مابین الجھن کا شکار نظر آئے۔ کچھ طلبہ ایسے بھی تھے جو سوال ہی نہیں سمجھ سکے اور سوال میں دیئے گئے شعر کی نثر یا تشریح بہ طورِ جواب تحریر کرتے رہے۔

**مثال نمبر ۱:**

(1 نمبر)

i- درج بالا شعر میں علمِ بیان کی کون سی اصطلاح استعمال ہوئی ہے؟

ردیف

(1 نمبر)

ii- اُس اصطلاح کی تعریف بیان کیجیے۔

ردیف:- ہم وزن الفاظ کو ردیف کہتے۔ جو شعر کے مصراعِ ثانی میں دہرائے جائے۔ یہ شعر سے ہیں ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔

(1 نمبر)

iii- وہ کون سا لفظ / کون سے الفاظ ہیں جن کی مدد سے آپ نے اُس اصطلاح کی نشان دہی کی ہے؟

ہیں آج مجبورِ نیاز۔

**مثال نمبر ۲:**

(1 نمبر)

i- درج بالا شعر میں علمِ بیان کی کون سی اصطلاح استعمال ہوئی ہے؟

درج بالا شعر میں علم بیان کی جو اصطلاح استعمال ہوئی ہے وہ ہے "تشبیہات" ہے بیان ہوا انھوں نے پہلے کے مسلمان اور آج کے مسلمان کو ایک دوسرے سے معاوضہ کیا ہے

(1 نمبر)

ii- اُس اصطلاح کی تعریف بیان کیجیے۔

تشبیہات وہ اصطلاح ہے جس میں آپ کسی کو دوسرے سے تشبیہ دیتے ہیں بیان پر مسلمانوں کو بے بس اور مجبور سے تشبیہ دے رہے ہیں۔

(1 نمبر)

iii- وہ کون سا لفظ / کون سے الفاظ ہیں جن کی مدد سے آپ نے اُس اصطلاح کی نشان دہی کی ہے؟

جو آج وہ الفاظ ہیں جو اصطلاح تشبیہ کے لیے استعمال کیے جا رہے ہیں۔

**تجاویز:**

اساتذہ کو چاہیے کہ وہ طلبہ کو علمِ بیان (تادمِ تحریر شاملِ نصاب 'تشبیہ اور استعارہ') کی اصطلاحات کی تعریفات سمجھانے کے ساتھ ساتھ اِن کے درمیان فرق کی بھی مشق کروائیں۔ طلبہ کے لیے ایسے مشقی صفحے تیار کیے جائیں جن میں علمِ بیان کی اصطلاحات کی نشان دہی کرنے کی سرگرمی موجود ہو اور پھر طلبہ کو کمرۂ جماعت میں ہی گروہوں (Groups) میں تقسیم کیا جائے اور پھر اِن کو علمِ بیان کی اصطلاحات کی نشان دہی کرنے کو کہا جائے۔

**سوال نمبر 2:**

(ب)

مجاہد کوہ و دریا کی حدوں میں رہ نہیں سکتے
ہماری جنگ ہو گی جنگِ عالم گیر آزادی

شاعر کا حوالہ دیتے ہوئے درج بالا شعر کی تشریح کیجیے۔

**بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:**

اِس سوال کا جواب طلبہ کی اکثریت نے بہتر انداز میں تحریر کیا۔ شاعر کا درست حوالہ دیتے ہوئے کچھ طلبہ نے احسان دانش کے لقب 'شاعر مزدور' کا بھی ذکر کیا۔ اکثر طلبہ نے دیئے گئے شعر کے دونوں مصرعوں کے مفہوم کو سمجھتے ہوئے جامع انداز میں اِس شعر کی تشریح بیان کی۔ مثلاً: ' شاعر **احسان دانش** کہہ رہے ہیں کہ کسی خطے کی آزادی یا کسی انسان کی آزادی کا تصور جغرافیائی حدود سے بالاتر ہے اور آزادی کے لیے سر توڑ کوشش کرنے والے مجاہد بھی خود کو کسی خاص جغرافیائی خطے میں محدود نہیں کر سکتے۔ ہم چوں کہ آزادی کے لیے لڑنے والے مجاہد ہیں اس لیے ہماری کوشش اس وقت تک جاری رہے گی جب تک دنیا بھر کی قوموں اور انسانوں کو حقیقی معنوں میں آزادی نہ ملے۔' تشریح کرتے ہوئے الفاظ کے بہتر چناؤ کو تحریر کا حصہ بنایا۔ جملوں میں ربط و تسلسل کا بھی خیال رکھا گیا۔

**مثال نمبر ۱:**

حوالہ:- اس شعر کے شاعر احسان دانش ہیں۔ جن کو شاعر مزدور کا لقب بھی ملا۔ اور اس لیے ملا کیونکہ وہ محنت مزدوری کرنے والوں کو اپنی شاعری کا موضوع بناتے ہیں اور وہ خود بھی ایک مزدور تھے۔

تشریح:- اس شعر میں شاعر یہ کہہ رہا ہے کہ جو لڑنے والے مجاہد ہیں وہ صرف دریاؤں پہاڑوں کی حدوں تک نہیں رکتے بلکہ وہ ہر طرح کی بہادری کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں اور دشمنوں کے سامنے ایک فولادی دیوار بن کر کھڑے ہو جائیں گے اور ان کے ہر وار کا سامنا کریں گے۔ وہ کسی سے بھی نہیں ڈرتے کیونکہ وہ ان کے لیے یہ جنگ پورے عالم کی جنگ ہے جس کو وہ ضرور جیتیں گے اور آزادی عبادت ہے تو اس لیے وہ کچھ بھی کر گزریں گے۔

**مثال نمبر۲:**

> تشریح: یہ شعر نظم آزادی سے لیا گیا ہے اور اس کے شاعر احسان دانش ہیں۔ اس شعر میں
> شاعر کہہ رہے ہیں کہ جنگ لڑنے والا کسی ایک جگہ محدود نہیں رہ سکتا جو کھا جاتا ہے وہ پہاڑ
> ہو یا دریا جس دن ہم اپنا حق سمجھ لیں گے وہ دن آزادی کا دن ہوگا جس میں
> صرف ایک شخص نہیں بلکہ پوری قوم شامل ہوگی۔ اصل آزادی تو وہ ہوگی
> جب ہمیں اپنی بات کہنے پر پورا حق ہوگا اور اپنے موقف دوسروں کے سامنے لانے
> میں کوئی دقت پیش نہیں ہوگی اور جس میں سب شامل ہوں گے۔

**ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:**

طلبہ کی بہت کم تعداد اِس سوال کا بہتر جواب دینے سے قاصر رہی۔ یہاں تک کہ بعض طلبہ شاعر کا حوالہ بھی نہیں دے سکے۔ طلبہ نے شعر کا بنیادی خیال نہیں سمجھا اور اِس شعر کی تشریح ظاہری معانی میں کرتے رہے۔ یعنی شعر کو فقط نثر میں تبدیل کیا۔ طلبہ کا ذخیرۂ الفاظ نہ ہونے کے برابر تھا۔ املا اور جملوں کی ساخت نہایت غیر معیاری ہونے کی وجہ سے جواب کا تاثر مزید کمزور ہو گیا۔

**مثال نمبر۱:**

> تشریح: یہ شعر نظم آزادی سے لیا گیا ہے اور اس کے شاعر ~~جوش ملیح آبادی~~
> ہیں۔ ~~اس شعر میں شاعر یہ کہہ رہے ہیں~~ علامہ اقبال ہیں۔ اس
> شعر میں شاعر یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے جو مجاہد سرحدوں پر ہماری
> حفاظت کر رہے ہیں وہ کبھی خاموش نہیں رہ سکتے بلکہ جب ہماری جنگ
> ہوتی ہو تو وہ جنگ آزادی کیلئے ہوتی اور ہمارے مجاہد جیت
> کر آ رہے۔

**مثال نمبر ۲:**

حوالہ:۔ یہ نظم ہماری درسی کتاب نظم و نثر سے لی گئی ہے اس نظم کے شاعر کا نام میر ببر علی انیس ہے۔

تشریح:۔ اس شعر میں شاعر فرما رہے ہیں کہ وہ لوگ جو ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے ہیں تو وہ کسی ایک جگہ ٹک نہیں سکتے کیونکہ ان سے ہو گئی جنگ ہماری اور ہماری جنگ ہو گئی عالم گیر آزادی۔

**تجاویز:**

اساتذہ کو چاہیے کہ وہ طلبہ کو تشریح اور مفہوم کے درمیان فرق کو واضح کریں۔ تشریح کے حوالے سے یہ طریقہ بھی سود مند رہے گا کہ تشریح کرنے سے قبل شاعر کا اسلوب اور ساتھ ہی نظم یا غزل کا غالب مرکزی خیال سامنے رکھا جائے اور پھر شعر یا بند کے ظاہری معانی کیے جائیں، پھر اس کے پوشیدہ بنیادی خیال کو سمجھ کر تشریح کی جانب جایا جائے۔ تشریح کرتے وقت دونوں مصرعوں میں ربط پیدا کرنے کے حوالے سے بھی رہنمائی کرنی چاہیے۔

**سوال نمبر 2:**

(ج) جوش ملیح آبادی نے کسان کو 'ارتقا کا پیشوا' اور 'تہذیب کا پروردگار' کیوں کہا ہے؟ وضاحت کیجیے۔

**بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:**

طلبہ کی جانب سے اِس سوال کے جوابات تقریباً بہتر رہے۔ نظم 'کسان' میں کسان کے لیے استعمال کی جانے والی تراکیب 'ارتقا کا پیشوا' اور 'تہذیب کا پروردگار' کی وضاحت بہت خوب انداز میں کی مگر کہیں کہیں انداز مبہم سا بھی معلوم ہوا۔ طلبہ کی جانب سے اچھے جوابات میں اِس طرح کی وضاحتیں سامنے آئیں جیسے کہ 'جوش ملیح آبادی نے کسان کو '**ارتقا کا پیشوا**' اس لیے کہا ہے کہ کسان اپنی محنت کی وجہ سے نسلوں کو ترقی کی راہ پر گامزن رہنے کے لیے ساز گار ماحول مہیا کرتا ہے۔ اِن کی حفاظت و نگہداشت کے حوالے سے فکر مند رہتا ہے۔ اِن کے فائدے اور نقصان کے بارے میں خوب جانتا ہے۔ بیج بونے سے لے کر فصل کی کٹائی تک ہر ہر مرحلے پر فصل کا ہر لحاظ سے خیال رکھتا ہے۔ اگر کسان کھیتوں میں کام نہ کرے اور ان کو فکر خوراک سے آزاد نہ کرے تو لوگوں کے لیے آگے بڑھنے کے راستے تلاش کرنا ناممکن ہے۔ '**تہذیب کا پروردگار**' بھی اسی لیے کہا ہے کہ کسان تہذیبوں کو پالتا ہے اور ان کے لیے خوراک کا انتظام کرتا ہے۔' طلبہ نے ذخیرۂ الفاظ کا استعمال بہ خوبی کیا اور جملوں میں ربط و تسلسل بھی قائم کیا۔

**مثال:**

شاعر نے کسان کو ارتقا کا پیشوا اور تہذیب کا پروردگار کہا ہے کیونکہ کسان محنت مشقت سے کام کرکے لوگوں کے لیے فائدے پیدا کرتا ہے اور کسان وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کے سارے اشاروں کو سمجھتا ہے۔ جیسے دھوپ اور بارش کا معلوم ہونا اور کسان کو اس لیے زمین کا اور باغ کا مالک کہا گیا ہے جو مسلسل کام اور محنت کرتا ہے

**ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:**

طلبہ کی ایسی تعداد بھی تھی جو واضح طور پر وضاحت نہ کر سکی۔ ایسا محسوس ہوا کہ جیسے انہوں نے یہ نظم پڑھ کر سمجھی ہی نہیں۔ تحریر بھی بے ربط تھی جس کے باعث خوبی کا عنصر ناپید تھا۔ ذخیرۂ الفاظ میں کمی اور املا کی اغلاط بھی نظر آئیں، مذکورہ خامیاں ہونے کے سبب جواب ناقص قرار پایا۔

**مثال:**

جوش ملیح آبادی نے اپنی نظم کسان میں کسان کو "تہذیب کا پروردگار" اس لیے کہا ہے کیونکہ ہمارے زمانے میں جب لوگوں کے پاس کوئی کام نہیں ہوتا تھا تو اُنھوں نے کھیتی باڑی کرنا شروع کی جس سے اُن میں تہذیب آئی۔

تجاویز:

اساتذہ کو چاہیے کہ نظم کی تدریس کے دوران وہ الفاظ جو کہ مفہوم سمجھنے میں لازمی حیثیت رکھتے ہوں، اُن کے لغوی معانی کے ساتھ ساتھ واضح انداز میں ان الفاظ کا یہاں بیان ہوتا مفہوم بھی سمجھایا جائے۔ املا اور خط (لکھائی) کے حوالے سے بہتری لانے کے لیے بھی مختلف سرگرمیاں ترتیب دینے کی اشد ضرورت ہے۔

**سوال نمبر 3:**

ٹیلی وژن کے نیوز کاسٹر چوکس ہو جائیں۔ اب ان کے مقابلے میں ایک ایسا نیوز کاسٹر آ گیا ہے، جو نہ تو تھکتا ہے اور نہ ہی کوئی غلطی کرتا ہے۔ آپ چاہیں تو اسے 24 گھنٹے ٹیلی وژن کے کیمروں کے سامنے بٹھائے رکھیں، وہ کچھ کھائے پیئے بغیر مسلسل خبریں پڑھتا رہے گا اور مجال ہے کہ اس کے چہرے پر تھکاوٹ کا شائبہ تک بھی ظاہر ہو۔ اس نیوز کاسٹر کا نام ہے اے آئی اور اسے پہلی بار چین کے شہر ویزین میں ایک ٹیلی وژن پر خبریں پڑھتے ہوئے دیکھا گیا ہے۔

اے آئی، انسان نہیں بلکہ ایک روبوٹ ہے، لیکن ہو بہو انسانوں جیسا ہے۔ وہ سوٹ پہنتا ہے، ٹائی لگاتا ہے حتیٰ کہ نظر کی عینک بھی پہنتا ہے تاکہ پڑھا لکھا اور مدبّر دکھائی دے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ وہ آپ کو ایک لمحے کے لیے بھی یہ احساس نہیں ہونے دیتا کہ وہ انسان نہیں ہے۔ وہ ہو بہ ہو نیوز کاسٹروں کی طرح خبریں پڑھتے ہوئے پلکیں جھپکتا ہے۔ کبھی کبھی اپنی بھوؤں کو بھی حرکت دیتا ہے۔ گاہے گاہے ہلتا بھی رہتا ہے تاکہ دیکھنے والے کو یہ احساس ہو کہ وہ اپنی ٹیلی وژن کی اسکرین پر ایک جیتے جاگتے نیوز کاسٹر کو دیکھ رہے ہیں۔ (بی بی سی اردو، نومبر 2018)

ٹیکنالوجی کی ترقی کو ذہن میں رکھتے ہوئے درج بالا نثر پارے پر تبصرہ لکھیے۔ تبصرے میں اس مصنوعی نیوز کاسٹر کی وجہ سے صحافت سے تعلق رکھنے والے افراد کی زندگیوں پر پڑنے والے کم از کم تین اثرات کی نشان دہی کیجیے۔

**بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:**

طلبہ کی اکثریت نے بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ ایک اچھی اور موثر تمہید سے تحریر کا آغاز کیا۔ کلمۂ امر یہ 'تبصرہ کرنا' کو بہ خوبی نبھاتے ہوئے جامع انداز میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ دیئے گئے اقتباس کو پیشِ نظر رکھا اور سوال کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ٹیکنالوجی کے انقلاب کے حوالے سے بھی بات شاملِ تحریر کی اور صحافت سے تعلق رکھنے والے افراد کی زندگیوں پر پڑنے والے اثرات کو بھی دلائل کے ساتھ پیش کرتے ہوئے اپنے خیالات کو بھی سامنے لائے۔ جن میں بیان کردہ یہ اثرات قابلِ ذکر رہے مثلاً: 'بے روزگاری، بدعنوانی، معاشی و معاشرتی عدم استحکام، ذہنی انتشار، حق تلفی، قتل و غارت، آپس میں حسد، نفرت، گھریلو ناچاقیاں وغیرہ۔' طلبہ نے جملوں میں ربط و تسلسل قائم رکھتے ہوئے مواد کو بہتر انداز میں تحریر کیا۔ بہتر جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں، اُن میں طلبہ نے دی گئی سطور کا خاطر خواہ استعمال کیا۔ املا کی اغلاط بھی کم ہی دیکھنے میں آئیں۔

مثال نمبر۱:

آج کل کی دنیا میں سائنس اور ٹیکنالوجی نے بہت ترقی کر لی ہے۔ ان نئے اور جدید سائنسی آلات اور مشینوں کے
بہت سے فائدے بھی ہیں اور نقصان بھی۔ آج کل کے دور میں متعارف ہونے والی اے-آئی ٹیکنالوجی ایک طریقے
سے فائدہ مند مگر کچھ اسباب کی وجہ سے نقصاندہ بھی ہے۔ جس طرح یہ اے-آئی نیوز کاسٹر تھا ہے اسی طرح بہت سے
اے-آئی روبوٹ تیار کیے جا رہے ہیں جو مختلف شعبوں میں کام کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ یہ ایک خوش آئند
بات ہے کہ ہم سائنسی علم میں اتنی ترقی کر رہے ہیں مگر اس سے بیچارے ان غریب لوگوں کی زندگیوں پر اثر پڑتا
ہے جو ان اے-آئی روبوٹوں سے پہلے ان شعبوں میں کام کرتے تھے۔ جیسے کہ صحافت کے شعبے سے وابستہ لوگ
ان اے-آئی نیوز کاسٹروں کی وجہ سے ان کی کیا اہمیت رہ جائے گی۔ وہ بیچارے بے روزگار ہو جائیں گے۔ ان
کی روزی روٹی کا واحد ذریعہ بھی ان سے چھن جائے گا۔ ان کے مقابلے میں اے-آئی کو بہتر سمجھا جائے گا کیونکہ
نہ تو وہ تھکتے ہیں اور نہ ہی کوئی تنخواہ مانگتے ہیں۔ ایسے میں صحافیوں کا کون پرسان حال ہوگا۔ آج کی اس
مہنگائی کے دور میں وہ اپنا گزر بسر کیسے کریں گے۔ ان کی محنت جو انھوں نے اس شعبے میں آنے کے لیے کی وہ

[illegible]
کرے گا اور ایک طریقے سے صحافت دنیا کے علوم سے آہستہ آہستہ غائب ہونا شروع ہو جائے گی اور صحافیوں کی زندگی تھم جائے گی۔
میرے خیال میں اے-آئی ٹیکنالوجی کو اس شعبے میں استعمال کرنا چاہیے جہاں انسان مکمل کامیاب نہیں ہو پاتا
مثلاً طب کے شعبوں میں اگر ان کی مدد لی جائے تو بہت فائدہ پہنچے گا۔ مگر ان شعبوں میں جن میں انسان ٹھیک طرح کام
کر رہے ہیں اس میں اے-آئی کے زیادہ استعمال کو سے گریز کرنا چاہیے کیونکہ اس سے بہت سے لوگوں کو نقصان پہنچتا ہے

**مثال نمبر۲:**

آج کل کے دور میں ٹیکنالوجی نے بہت ترقی کر لی ہے اتنی کہ جتنی شاید اشرف المخلوقات
نے سوچی بھی نہ ہوگی۔ ہم اپنی روزمرہ زندگی میں جو ہر دوسرا کام کرتے ہیں اُس میں ٹیکنالوجی
کا بہت بڑا کردار موجود ہوتا ہے۔ اگر جدید ٹیکنالوجی کی بات کی جائے تو چین کا ایجاد کردہ مصنوعی
نیوز کاسٹر آج کل کی خبروں کا کی رونق بنا ہوا ہے۔ یہ ایک روبوٹ ہے جو ہو بہو نیوز کاسٹروں کی
طرح خبریں پڑھتا ہے، ۲۴ گھنٹے۔ ویسے اگر اس روبوٹ کا انسانی صحافیوں کی زندگیوں پر اثر
دیکھا جائے تو وہ کچھ مثبت معلوم نہیں ہوتا۔ مانا کہ یہ روبوٹ صحافیوں کی زندگیوں کی بے چینی
دور کر دے گا مگر اِن کی نوکری کا کیا ہو جس پر اب خطرے کی گھنٹی بج چکی ہے۔ اگر یہ روبوٹ پوری دنیا میں
چھا گیا تو صحافیوں کا ذریعۂ آمدنی پر تالے لگ جائیں گے۔ ممکن ہے ملکوں میں احتجاج شروع ہو
جائیں۔ اگر صحافت نہیں تو وہ کس شعبہ سے پیسے کمائیں گے۔ جس وقت پر یہ مصنوعی
نیوز کاسٹر دنیا میں معروف ہو جائے گا اُس وقت اور بھی شعبوں میں روبوٹ حکمرانی کریں گے تو

اس لیے ممکن ہے کہ اور بھی لوگ بے روزگار ہو جائیں اور صحافیوں کو کوئی اور مشغلہ بھی نہ
ملے۔ یہ تو صرف آغاز ہے ایک ایسا دور کے اس دنیا میں مصنوعی پھل فروش، مصنوعی
اُستاد، مصنوعی ڈاکٹر بھی آجائیں گے اور پھر بھی زیادہ ہوں گے جو دنیا پر راج کریں گے۔ آج تو
ہم ان کے گن گاتے ہیں مگر مستقبل میں یہی ہمارے لیے مصیبت بن جائیں گے اس لیے ہمیں
اس بارے میں غور سوچنا ہوگا اور عمل بھی کرنا ہوگا۔

**ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:**

طلبہ کی کچھ تعداد ایسی بھی تھی جو اس سوال کا جواب معیاری انداز میں نہ دے سکی۔ کچھ طلبہ کلمۂ امر یہ 'تبصرہ کرنا' سے ناواقفیت کی بنا پر سوال کا جواب تبصرے کے اندازِ تحریر کو ملحوظ رکھتے ہوئے نہیں لکھ سکے۔ ایک اچھی اور موئژ تمہید کی عدم موجودگی نے بھی تحریر کے تاثر کو نقصان پہنچایا۔ املا کی اغلاط کثرت سے تھیں جس نے تاثر کو مزید کم کر دیا۔ بعض طلبہ نے تو سوال میں دی گئی عبارت (خبر) کو ہی جوابی سطور میں لکھ دیا۔ اور کچھ نے جواب نکات کی صورت میں پیش کیا۔ طلبہ کی تحریر میں ذخیرۂ الفاظ کی بھی کمی نظر آئی۔

مثال نمبر۱:

آج کل دنیا میں ٹیکنالوجی بہت ترقی کر رہی ہیں اور کر رہی
بھی جائیے کیونکہ آج کل کا زمانہ ٹیکنالوجی پر ہی چلتا ہے
ٹیکنالوجی ایک اچھی اور ایک آسان طریہ ہے جو انسان
کو بہت کام آتی ہے

مگر آج کل اس سے ہمیں نقصانات بھی ہوتے ہیں
جیسے آج کل کے بچے پورا پورا دن موبائل لے کر بیٹھے
رہتے ہیں اور جس وجہ سے ان کی پڑھائی پر اثر ہو رہا ہے
اور نیوز کاسٹر نے آج کل نیوز میں آیا ہے کہ بچے اپنے
سر کے نیچے بھی موبائل رکھتے ہیں جس سے ویرس

ویرس ان کے دماغ میں جا رہا ہے۔ اور آج کل
ٹیکنالوجی کی وجہ سے بڑوں کا ادب و احترام کرنا بھول گئے
ہیں

میری رائے یہ ہے کہ ماں باپ بچوں کو کم سے کم
موبائل استعمال کرنے دیں۔

**مثال نمبر۲:**

ٹیکنالوجی اتنی آگے آ پہنچی ہے کہ اب ٹیلی وژن کے نیوز کاسٹر کی
بجائے روبوٹ آ پڑھے ہیں۔ اب لوگوں پر بہت سے نظریات آئے
گے اب کوئی بھی نیوز کو تھکتا نہیں دے گا اور نہ ہم کوئی
غلطی ہوگی۔ معاشرے کے لوگ بچے ہوں گے بزرگ ہے جوان ہے
عورتیں کو بھی ٹیلی وژن نیوز دیکھنے کو ملے گا۔ جیسے ٹیلی
وژن کے ڈراموں اور دیکھے اتنے دل چسپ ہوتے ہیں
ایک سیزن تک آتے ہیں کہ لوگ اور شوق اور
جوش سے وہ ڈرامہ دیکھتے ہیں بچے ہو یا بڑے سب
ڈرامے دیکھتے ہیں ویسے ہی اب سے ٹیلی وژن پر نیوز
اب سب شوق سے دیکھیں گے جیسے کوئی کہانی بتائی جا رہی
ہے دل چسپ والی۔ بچوں کو اردو سمجھانے میں اب کوئی
مسئلہ بھی نہیں ہوگا ٹیلی وژن کے ذریعے ان بچوں کی
بھی عادات ہو جائے گی مشکل الفاظ اور ان کو لکھنے کا
طریقہ بچے بچوں کو نیوز لکھنے کو دے پھر ان الفاظ کو یاد کروائے
اور سمجھائے اس ٹیلی وژن پر نیوز نہیں روکے گی اور معاشرہ ترقی کرے گا۔

**تجاویز:**

اساتذہ کو چاہیے کہ طلبہ کو کلمۂ امریہ 'تبصرہ کرنا' کے تحریری انداز سے آگاہ کریں۔ طلبہ کو اپنی رائے پیش کرنے کے حوالے سے مشق کروائی جائے تاکہ انہیں اپنے خیالات کا اظہار کرنا آسکے۔ ہماری روزمرہ زندگی سے تعلق رکھنے والے عوامل و مسائل پر بحث کمرۂ جماعت میں بہ طورِ مشق شامل کرنے سے یہ صلاحیت پروان چڑھنے کی امید کی جاسکتی ہے۔

**سوال نمبر4:**

دیے گئے تصویری خاکے کے پسِ منظر میں کہانی یا روداد تحریر کیجیے۔

**ہدایات:**

1۔ کہانی یا روداد کے ضروری اجزا کو شاملِ تحریر کیجیے۔
2۔ دورِ حاضر کے واقعات کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے پاکستانی الیکشن اور عوام کی توقعات کے تناظر میں احاطہ کیجیے۔
3۔ تصویر کی جزئیات کا بہ غور جائزہ لیتے ہوئے امیدواروں کے سبز باغ دکھانے کے عوام کی زندگی پر اثرات تحریر کیجیے۔
4۔ طنز و مزاح کی خوبی کو اپنی تحریر کا حصہ بنائیے۔
5۔ لکھنے کے لیے جس صنف کا انتخاب کریں اُس پر (✓) کا نشان لگائیے۔

**بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:**

طلبہ کی اکثریت اس سوال کے جوابات میں بہتر رہی۔ موزوں عنوان تحریر کیا۔ طلبہ نے تصویر کی جُزئیات کو بہ غور سمجھا اور حقیقی و مجازی باتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے، ہدایات کو بھی مدِّ نظر رکھا تو تحریر کو بہتر سمت لے گئے۔ کچھ طلبہ روداد کی طرف گئے تو تحریر میں خود کا کردار بھی شامل رکھا۔ زیادہ تر طلبہ نے کہانی پر کام کرتے ہوئے جواب کا حصہ بنایا۔ کہانی لکھنے میں جملوں کو صیغہ ٔ ماضی میں ہونے کا خیال رکھا گیا۔ موضوع کے مطابق نفسِ مضمون شاملِ تحریر رہا۔ دورِ حاضر کے واقعات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے پاکستانی الیکشن میں عوام کی توقعات کے تناظر میں جائزہ پیش کیا۔ الیکشن میں امیدواروں کی جانب سے عوام کو سبز باغ دکھانے اور عوام کی زندگی پر پڑنے والے اثرات شاملِ تحریر کیے، بعض طلبہ نے اچھی تبدیلی کے حوالے سے امید بھی باندھی۔ دورِ حاضر کے مطابق طنزیہ اور مزاحیہ جملوں کی مدد سے تحریر کو خوب صورت بنایا۔ بہتر جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں املا کی اغلاط بھی کم ہی پائی گئیں اور خوش خطی نظر آئی۔ دی گئی سطور کا بھی خاطر خواہ استعمال کیا گیا۔

**مثال نمبر۱:**

کہانی / روداد

عنوان: **تبدیلی ضرور آئے گی...**

پہلے 'روٹی کپڑا مکان' ان تین چیزوں سے ہی عوام کو توقع تھی اور الیکشن قریب
آنے پر یہی نعرے گونجتے تھے مگر اب.... اب تو مشکلات کے پہاڑ عوام پر ٹوٹ پڑے ہیں۔ کوئی
بیمار ہو تو بے چارہ تڑپتے ہی مر جائے، مہنگائی تو آسمان سے باتیں کر رہی ہے، لوڈشیڈنگ
کی وجہ سے لوگ پسینے سے ہلکان ہو جاتے ہیں، کسی کا کوئی روزگار نہیں اور تعلیم.... اس
دور میں تعلیم صرف امیروں کی اولاد حاصل کر سکتی ہے.... غریبوں کو تو دو وقت کی روٹی کوئی
نہیں دیتا تعلیم تو دور کی بات ہے۔ یہ تمام باتیں علی کے دماغ میں گردش کر رہی تھیں کیونکہ الیکشن
کے دن اب قریب تھے۔ شام میں علی نے ان باتوں کا ذکر اپنے ابو سے کیا تو انہوں نے بھی علی کی باتوں میں
ہاں ملائی۔ اگلے دن علی اسکول جا رہا تھا تو راستے میں اسے امیدوار 'رانا صاحب' مل گئے جو
اسے زبردستی شامیانے میں لے گئے اور وضاحت کرنے لگے کہ 'میں تعلیم کو پھیلاؤں گا ملک میں بچہ
بچہ تعلیم حاصل کرے گا... لوڈشیڈنگ کا خاتمہ کروں گا یہاں تک کہ ملک کو روشن کر دوں گا... مہنگائی
جو جبر ہے اسی کو ختم کر دوں گا اور پھر لوگ پیسوں میں کھیلیں گے۔' وہاں محلے کے بڑے بوڑھے
بچے، عورتیں، مرد تمام لوگ شریک تھے۔ علی سمجھ گیا تھا کہ ان سب کو سبز باغ دکھائے جا رہے
ہیں مگر اس کے اختیار میں نہ تھا کہ پل بھر میں سب کو اصلیت بتا دے۔ اتنے میں رانا صاحب نے
اپنا جھنڈا اٹھایا جس پر امن و امان کا نشان بنا تھا اور اسے ہوا میں لہرانے لگے۔ پھر عوام سے
پوچھا کیا آپ لوگ میرے ساتھ ہیں۔ عوام نے زوردار نعرہ لگایا: 'جی ہاں ہم آپ کے ساتھ ہیں'؟
کیونکہ یہ بیچارے تو بس مشکلات میں کمی چاہتے تھے۔ علی اور اس کے گھر والوں نے شام میں تمام
محلے والوں کو سمجھایا کہ یہ صرف سہانے خواب ہیں جو الیکشن بعد راکھ میں بدل جائیں گے اور
پھر یہ امیدوار عید کے چاند کی مانند ہوں گے۔ چنانچہ تمام لوگوں نے فیصلہ کیا کہ رانا صاحب کا
امتحان لیا جائے۔ اسی فیصلے کے مطابق جب اگلے دوبارہ عوام شامیانے میں جمع ہوئی تو اس میں

علی اور اُس کے والدین بھی شریک تھے۔ سب لوگوں نے رانا صاحب سے کچھ سوالوں کا مطالبہ کیا: الیکشن کیوں ہوتے ہیں؟ حالانکہ یہ تو بنیادی سوال ہے مگر رانا صاحب نے تمام زندگی مرغ گشت میں گزاری تھی اس سوال کا جواب بھی نہ دے سکے۔ پھر علی اور اس کے والد نے دوسرا سوال کیا ہے۔ آپ بے روزگاری اور مہنگائی کا خاتمہ کیسے کریں گے اور مفت تعلیم بچوں کو کیسے دیں گے کیا اسکول بنائیں گے؟ رانا صاحب بوکھلا کر کہنے لگے وہ تو میں الیکشن جیتنے کے بعد سوچوں گا لیکن آپ لوگ بے فکر رہیں یہ میرا کام ہے۔ تمام لوگوں کو یقین ہو گیا کہ رانا صاحب بھی دوسرے امیدواروں کی طرح سبز باغ دکھانے آئے ہیں اور پھر بعد میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی بلکہ معاملات اور بگڑ جائیں گے جس سے عوام کی پریشانیوں میں اضافہ ہو گا اور پھر سے وہی مایوسی والی زندگی گزاریں گے۔ اس لیے تمام لوگوں نے فیصلہ کیا کہ وہ رانا صاحب کے بجائے علی کے ابو کو ووٹ دیں۔ سب کی رضامندی میں علی کا ابو بھی خوش تھے اور سب کے دل میں اُمید کا ایک دیا ٹمٹما رہا تھا کہ تبدیلی ضرور آئے گی کیونکہ علی کا ابو اچھے انسان تھے۔

**مثال نمبر ۲:**

کہانی۔ روداد (کہانی)

عنوان: اقبال تیرے دیس کا کیا حال سناؤں۔

۲۵ اپریل کو ہمارے علی بھائی ۱۸ سال کے ہو گئے۔ علی صاحب بہت خوش
تھے کے اب وہ اٹھارہ سال کے ہو گئے ہیں اور انہیں اب لاسینس بھی مل جائے
گا اور شناختی کارڈ بھی مل جائے گا۔ سب سے زیادہ خوشی انہیں اس بات کی
تھی کہ اس سال الیکشن میں وہ ووٹ دے [illegible] سکیں گے۔ علی بھائی نے
اپنا پسندیدہ امیدوار چن لیا اور پھر اس امیدوار کے بارے اپنے دوسرے دوستوں سے
وہ وہ بھی بلند ہے۔ مگر جو لوگ ایک بار [illegible] ووٹ دے چکے تھے وہ تو اس سال امیدوار
کر بیٹھے تھے۔ علی بھائی اس امیدوار کے جلسے میں گئے۔ وہاں انہیں لوگ نظر آئے جو کے
پہلے دوسروں کو ووٹ دے رہے تھے مگر بے ایمانی کی وجہ دیکھتے ہی ان کی سوچ
میں تبدیلی آگئی۔ آخر کار الیکشن کا دن آگیا اور اتفاق سے ان کا پسندیدہ امیدوار
ہی جیت گیا۔ مگر جو وعدے اس امیدوار نے الیکشن سے پہلے کیے تھے۔ ان میں
سے اس نے ایک نہ نبھایا۔ علی کو بہت غصہ چڑھ گیا اور وہ اس امیدوار کے آفس
چلا گیا تو پتا چلا کے شناختی کارڈ کے بغیر اندر داخلہ ممکن نہیں تھا اور ویسے بھی وہ امیدوار
بیماری کے بہانے عوام کے پیسے پر [illegible] ملک کے باہر گھومنے گئے ہوئے ہیں اور تین دن
بعد واپس آئیں گے علی پہلے شناختی کارڈ بنوانے گیا تو اس کو پتا گیا کہ [illegible] شناختی
اور گھر والوں کو سارا قصہ سنایا۔ یہ سب سننے کے بعد دادا جی بولے کہ بیٹا تو
بھی کتنا معصوم ہے تیرا امیدوار تمہارے پیسے سے باہر گھومنے گیا ہے اور جو تمہارے
[illegible] نام سے امداد لائے گا وہ بھی خود کھا جائے گا یہ کوئی نئی بات نہیں یہ کافی
عرصے سے چلتا آرہا ہے۔ پھر علی کو پتا چلا کے یہ امیدوار جلسے میں ایک دن بریانی
کھلاتے ہیں اور پھر سیٹ پر بیٹھنے کے بعد پورے چار سال عوام سے بریانی کھاتے
ہیں۔ [illegible] اور اللہ عوام کو اس ہی کا جیسا حکمران دیتا ہے اور جب تک
عوام ٹھیک نہیں ہوگی جب تک ایسا ہی حال ہوگا کیونکہ بقول شاعر

"خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
ہو نہ جس کو یقین آپ اپنی حالت کے بدلنے کا"

**ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:**

طلبہ کی کچھ تعداد ایسی بھی تھی جو تصویر اور موضوع میں مطابقت نہ رکھ سکی۔ بعض طلبہ ایسے بھی رہے جو تصویر کے مجازی جُزئیات کو حقیقی معانی میں سمجھ کر جواب تحریر کرتے رہے۔ جیسے کہ محاورہ 'سبز باغ دکھانا' ہی نہیں سمجھ سکے اور جس کے سبب اچھا و صحیح تاثر ناپید رہا۔ کچھ طلبہ نے ابتدا کہانی سے کی تو درمیان میں روداد شروع کر دی، یعنی ان کے مابین فرق کو نبھا نہ سکے۔ نشان کسی صنف (کہانی یا روداد) پر لگایا تو تحریر کوئی اور صنف کر بیٹھے۔ اکثر طلبہ تو ایسے رہے جنھوں نے نہ تو روداد تحریر کی نہ ہی کہانی، بس تبصرے یا مضمون کے انداز میں ہی تحریر جاری رکھی۔ بعض طلبہ نے تو فقط تصویر کو ہی بیان کر ڈالا۔ املا کی اغلاط کے ساتھ ساتھ خط (لکھائی) بھی نہایت شکستہ دیکھنے کو ملی۔

**مثال:**

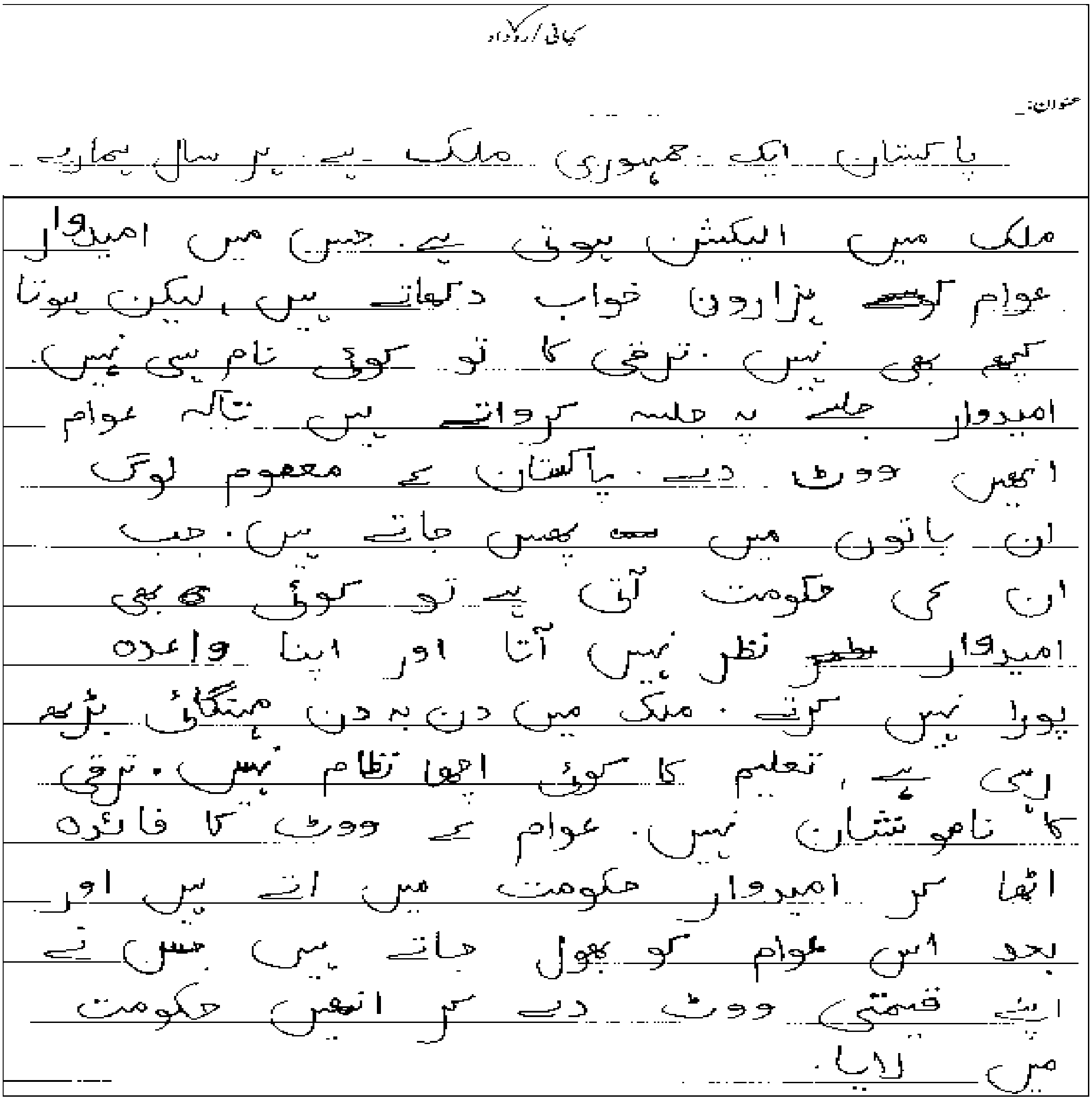

کہانی / روداد

عنوان:۔

پاکستان ایک جمہوری ملک ہے۔ ہر سال ہمارے
ملک میں الیکشن ہوتی ہے۔ جس میں امیدوار
عوام کو ہزاروں خواب دکھاتے ہیں، لیکن ہوتا
کبھی بھی نہیں۔ ترقی کا تو کوئی نام ہی نہیں۔
امیدوار جلسے پہ جلسہ کرواتے ہیں تاکہ عوام
انہیں ووٹ دے۔ پاکستان کے معصوم لوگ
ان باتوں میں پھنس جاتے ہیں۔ جب
ان کی حکومت آتی ہے تو کوئی بھی
امیدوار نظر نہیں آتا اور اپنا وعدہ
پورا نہیں کرتے۔ ملک میں دن بہ دن مہنگائی بڑھ
رہی ہے، تعلیم کا کوئی اچھا نظام نہیں۔ ترقی
کا نام و نشان نہیں۔ عوام کے ووٹ کا فائدہ
اٹھا کر امیدوار حکومت میں آتے ہیں اور
بعد اس عوام کو بھول جاتے ہیں جس نے
اپنے قیمتی ووٹ دے کر انہیں حکومت
میں لایا۔

**تجاویز:**

اساتذہ کو چاہیے کہ وہ طلبہ کو کہانی اور روداد کی ساخت سے آشنا کروائیں۔ کمرۂ جماعت میں ہی طلبہ کو اِس سوال کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے مختلف تصاویر دکھائیں اور اِن سے اِن تصاویر سے مطابقت رکھنے والے موضوعات معلوم کریں۔ اِس حوالے سے سابقہ سالانہ امتحانی پرچہ جات سے بھی بہ آسانی مدد سے لی جاسکتی ہے۔ کہانی یا روداد تحریر کرنے کے لیے مناسب نکات بھی جانے جائیں۔ اور پھر تحریر عمل میں آنے کو کہا جائے۔ مختلف کہانیاں بہ طورِ نمونہ پڑھنے کو دی جائیں جس سے اِن کو کہانی کی ساخت کا اندازا ہو۔

**سوال نمبر 5 :**

کہا جاتا ہے کہ کچھ لوگ کھانے کے لیے جیتے ہیں اور کچھ جینے کے لیے کھاتے ہیں۔ جینا کھانے کے لیے ہو یا کھانا جینے کے لیے، وہ ہماری زندگی پر اثرانداز ہوتا ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ کھانے کے لیے جینے والے یعنی جسمانی ضرورت سے زیادہ کھانے والے، لمبا عرصہ جی نہیں پاتے اور بسیار خوری انھیں مختلف امراض میں مبتلا کردیتی ہے۔ تاہم جو جینے کے لیے کھاتے ہیں، وہ طویل عرصے تک زندہ رہتے ہیں۔

(روزنامہ ایکسپریس، دسمبر 2018)

اپنی بہن / اپنے بھائی کے نام خط لکھیے جس میں غذا کو اعتدال سے کھانے کی اہمیت کے حوالے سے تین نکات لکھیے۔

طلبہ کی اکثریت نے غیر رسمی خط کا انداز اپناتے ہوئے بہتر جوابات تحریر کیے۔ خط کے لیے دیئے گئے موضوع کی بہترین انداز میں وضاحت کی۔ دی گئی عبارت کو سمجھ کر سوال کو بھی مدِّ نظر رکھتے ہوئے عمدہ تحریر پیش کی۔ خط کے اجزا پیشانی (سرنامہ)، القاب، آداب، ابتدائیہ حال احوال اور اختتامیہ بھی درست مقام پر تحریر کیے۔ خط میں اندازِ بیاں سلیقے کے ساتھ بے تکلفانہ اپنایا گیا۔ نفسِ مضمون کو ملحوظ رکھتے ہوئے غذا کو اعتدال سے کھانے کی اہمیت کے حوالے سے نکات شامل خط کیے۔ طلبہ نے دانش مندی کا ثبوت دیتے ہوئے سوال میں دی گئی عبارت (خبر) میں سے بھی نکات کو چن کر اپنے الفاظ میں استعمال کرتے ہوئے خط کا حصہ بنایا۔ عمدہ ذخیرۂ الفاظ کا موزوں استعمال کیا گیا۔ صحیح املا کا خیال رکھا گیا۔ تحریر میں خوش خطی بھی نظر آئی۔

**مثال نمبر ۱:**

از کراچی

۲۷ اپریل ۲۰۱۹

پیارے بھائی

اسلام و علیکم

پیارے بھائی،

ہم سب یہاں خیریت سے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ تم بھی خیریت سے ہو گے
میں نے تمھیں یہ خط اسلیئے لکھا ہے تاکہ میں تمھیں بتا سکوں کے تمھیں اپنے کھانے پینے کا
خیال رکھنا چاہیئے۔

کھانا زندگی میں بہت اہم مقام رکھتا ہے۔ اگر تم کھانے میں اعتدال پیدا
نہیں کروگے تو تم بہت ساری بیماریوں کا شکار ہو سکتے ہو۔ تم کبھی بہت زیادہ کھانا
کھا لیتے ہو اور کبھی بالکل نہیں کھاتے۔ یہ بہت بری بات ہے۔ تمھیں کھانا وقت پر کھانا
چاہیئے اور غذا میں وہ ساری ضروری وٹامن ہوں جو تمھیں صحت مند اور توانا
رکھ سکیں۔ ایک بڑھتے ہوئے بچے کیلیئے بھرپور غذا بے حد ضروری ہے۔ ایک نئی
تحقیق کے مطابق جو لوگ ضرورت سے زیادہ کھانا کھاتے ہیں انکی عمر زیادہ لمبی
نہیں ہوتی اور جو ضرورت کے مطابق ایک بھرپور غذا لیتے ہیں وہ زیادہ عرصہ
جی سکتے ہیں اور بیماریوں سے محفوظ رہتے ہیں۔ تم بھی اپنی غذا کا خیال رکھا کرو۔

اپنا خیال رکھنا۔ امی ابو تمھیں بہت پیار دینے کا کہہ رہے تھے اور
اپنا خیال رکھنا اور دل لگا کر پڑھائی کرنا۔

والسلام

فقط تمھاری بہن ا ب ج

مثال نمبر ۲:

کمرہ امتحان

الف ب ج روڈ، کراچی

۲۷ اپریل، ۲۰۱۹ء

پیارے بھائی!

السلام علیکم!

امید ہے کہ تم اللہ کے کرم سے ٹھیک ہو گے اور امید ہے کہ تمھاری پڑھائی بھی اچھی چل رہی ہوگی۔ آج میں تمھیں ایک ضروری بات سمجھاؤں گی جو تمھارے لیے فائدہ مند ہے۔

یہ بات تو تمھیں پتا ہے کہ زیادہ کھانا جسم کو موٹا بنا دیتا ہے اور مجھے یہ امید ہے کہ تم زیادہ نہیں کھاتے۔ ایک حد تک کھاتے ہو اور یہ تمہارے لیے اچھا بھی ہے۔ آج میں تمھیں یہ بتاؤں گی کہ کچھ لوگ ہوتے ہیں وہ صرف کھانے کے لیے جیتے ہیں۔ وہ اپنی زندگی میں صرف کھانے سے مطلب رکھتے ہیں۔ زیادہ کھانے سے نقصان بہت ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ انسان موٹا ہو جاتا ہے اور دوسرا یہ کہ بے وقت کھانے سے اور زیادہ کھانے سے انسان کئی بڑی بڑی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے جو کہ اس کی صحت کے لیے بالکل مفید نہیں ہے اور نتیجہ وہ مر جاتا ہے۔ اگر تم غذا کو اعتدال کھاؤ گے تو نہ تم موٹے ہو گے اور نہ کسی بڑی بیماری میں مبتلا ہو گے اور یقیناً تمہیں لمبی عمر بھی ملے گی۔

امید ہے کہ تمھیں میری بات سمجھ آ گئی ہو گی اور تم اس بات پر غور کرو گے اور اس پر عمل بھی کرو گے۔ امید ہے کہ تم میرے خط کو پڑھو گے اور جلد جواب دو گے۔

فقط

ک، ل، م

**ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:**

طلبہ کی بہت کم تعداد ایسی بھی تھی جن کے خطوط میں بنیادی نقص اُن کے تحریر کردہ خط کے خاکے میں پایا گیا۔ پیشانی (سرنامہ)، القاب و آداب، ابتدائیہ اور اختتامیہ میں اغلاط نظر آئیں۔ 'السلام علیکم' کا املا تو اکثر طلبہ کا غلط ہی سامنے آتا رہا۔ خط میں اندازِ بیاں رسمی خط اور درخواست کا اپنایا گیا۔ دی گئی عبارت اور سوال کی تفہیم صحیح طور پر نہیں کر سکے، جس کے سبب اچھی غذا کی اہمیت کو ہی خط میں شامل رکھا کیونکہ سوال میں موجود لفظ 'اعتدال' کو نظر انداز جو کیا۔ کچھ طلبہ نے تو فقط سوال میں دی گئی عبارت ہی جواب میں تحریر کرنے پر اکتفا کیا۔ ذخیرۂ الفاظ میں از حد کمزوری اور غیر معیاری املا نظر آیا۔

**مثال:**

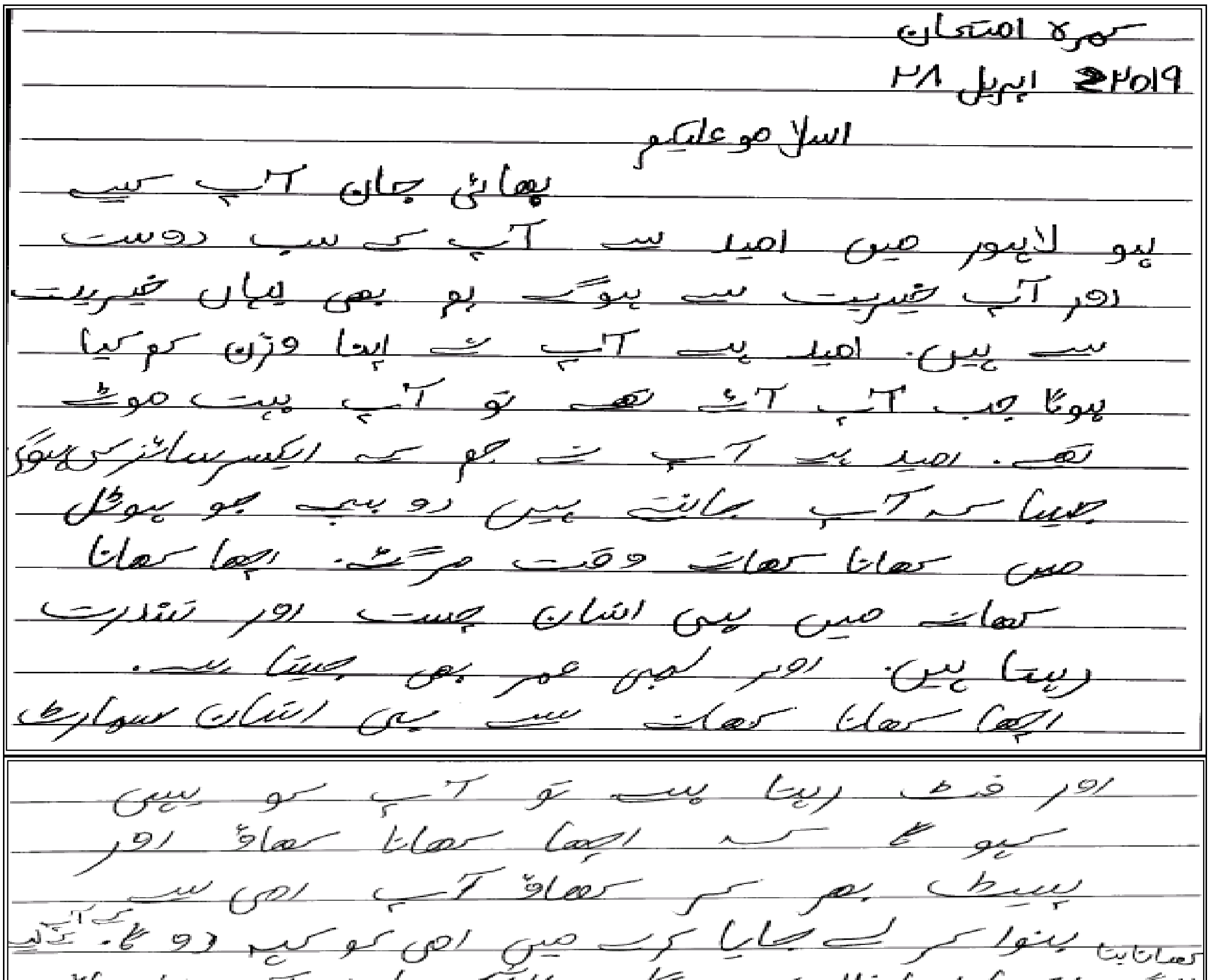
سمرہ امتحان
۲۸ اپریل ۲۰۱۹ء
اسلام و علیکم
بھائی جان آپ کیسے
ہو لاہور میں امید ہے آپ کے سب دوست
اور آپ خیریت سے ہوگے ہم بھی یہاں خیریت
سے ہیں۔ امید ہے آپ نے اپنا وزن کم کیا
ہوگا جب آپ آئے تھے تو آپ بہت موٹے
تھے۔ امید ہے آپ نے جم کے ایکسرسائز کی ہوگی
جیسا کہ آپ جانتے ہیں دو بہت جو ہوٹل
میں کھانا کھانے وقت مرگئے۔ اچھا کھانا
کھانے میں ہی انسان چست اور تندرست
رہتا ہیں۔ اور لمبی عمر بھی جیتا ہے۔
اچھا کھانا کھانے سے ہی انسان سمارٹ
اور فٹ رہتا ہے تو آپ کو یہیں
کہو گا کہ اچھا کھانا کھاؤ اور
پیٹ بھر کر کھاؤ آپ امی سے
بنوا کر لے جایا کریں میں امی کو کہہ دو گا کہ آپ کے لیے کھانا بنا دیں گی۔
اچھا اپنا خیال رکھیے گا اللہ حافظ آپ کا بھائی
سیف اللہ

**تجاویز:**

اساتذہ کو چاہیے کہ وہ طلبہ کو خط کے اجزا درست مقام پر خط میں شامل کرنے کے قابل بنائیں۔ رسمی اور غیر رسمی خط کا اندازِ بیاں واضح کریں۔ مذکورہ صلاحیتوں کو یقینی بنانے کے لیے طلبہ کو مختلف خطوط بہ طورِ نمونہ دیئے جائیں تو مطلوبہ فوائد حاصل ہوسکتے ہیں۔